درسِ حدیث

مولانا محمد یحییٰ نعمانی

خیر کے کام میں دیر مت کیجئے

(۱) حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوتہائی رات گزر جاتی تو اٹھ جاتے اور کہتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، قیامت آگئی، محشر کی گھڑی آگئی، موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے بہت قریب ہے، موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے بہت قریب ہے۔

(سنن ترمذی ومستدرک حاکم)

انسان اس دنیا میں بڑی مختصر زندگی لے کر آیا ہے اور یہی اس کی مہلت ہے جس میں وہ آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لیے سامان جمع کرسکتا ہے۔ مگر شیطان اس کے دل پر کچھ ایسا تصرف کرتا ہے کہ اس کو اپنی یہ زندگی بڑی لمبی نظر آنے لگتی ہے۔ آپ جس انسان کو دیکھیں، یا اپنے دل کو ٹٹولیں اکثر کا حال یہی ملے گا کہ وہ اپنے لیے ہر وقت ایک طویل زندگی کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اور ہمہ وقت اسی کی تگ ودو میں مصروف ہے۔ فریبِ نظر کا اندازہ اس سے لگایئے کہ ماضی کی گزری ہوئی زندگی کے ماہ وسال تو بڑی مختصر مدت لگتے ہیں۔ کل کی بات ہے کہ بچپن تھا۔ مگر آئندہ زندگی کے اتنے ہی ماہ و سال ایک طویل زندگی نظر آتے ہیں۔ یہ سب نفس وشیطان کا دھوکہ ہے۔ جب موت آئے گی تو یوں ہی لگے گا کہ یہ سب بس ایک خواب کی طرح گزر گیا۔ خواجہ میر درد دہلوی کے بقول

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

پھر اس زندگی کا کیا پتہ! کیا نوجوانوں کو موت نہیں آتی؟ کیا صحت مندوں کو نہیں آتی؟ کیا بچوں کو نہیں آتی؟ پھر کیسے ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم بوڑھے ہوکر اور عمر طبعی پا کر ہی مریں گے؟ مگر شیطان نے ہم سب کو موت سے غافل کر رکھا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ عقل پر پڑے ان پردوں کو چاک کریں، وہ بتاتے اور یاد دلاتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ ہے۔ دنیا کی زندگی بڑی مختصر ہے، اور موت قریب ہے۔ اور موت کے بعد کی زندگی، حشر ونشر، حساب کتاب اور عذاب وثواب سب برحق ہے۔ یہی بتلانا، اسی کو یاد دلاتے رہنا اور اس کی فکر کی دہائی دینا یہی ان کی زندگی کا مشغلہ اور مشن ہوتا ہے۔ وہ خود بھی دن رات اسی دھن میں لگے رہتے ہیں اور اس فکر کے ان پر غلبہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتے ہیں لوگو! ہوش کے ناخن لو، مہلت تھوڑی ہی ہے، قیامت آنے والی ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے اللہ کی عبادت اور اس کے احکام بجالا کر اپنی نجات کا انتظام کرلو۔

اس حدیث کا خاص پیغام یہی ہے کہ اس دنیا کی عمر بڑی مختصر ہے اور ہر انسان کی موت قریب ہے زندگی کا سفر تیزی سے طے ہو رہا ہے، اس کی گاڑی منزل موت کی جانب رواں دواں ہے۔ لہذا ہر انسان کو نیک اعمال میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کچھ نہیں پتہ کب داعی اجل آجائے اور رختِ سفر بندھ جائے۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد (اذکروا اللہ) ''اللہ کو یاد کرو'' مراد خاص طور پر تہجد کی نماز ہے، وہی اس وقت کا خاص عمل اور صالحین کا وظیفہ ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اعمالِ صالحہ جلد ہی کرلو، سات خطروں سے پہلے پہلے۔ کیا غربت کا انتظار ہے، جو کسی بات کا ہوش نہ رہنے دے۔ یا ایسی تونگری اور مال داری کا انتظار ہے جو سرکش اور مغرور بنادے۔ یا ایسے مرض کے منتظر ہو جو تم کو برباد کردے، یا بڑھاپے کے آنے کے بعد عمل کرنے کو سوچو گے جب کسی قابل نہیں رہو گے۔ یا دجال کی راہ دیکھ رہے ہو، دجال بد ترین شخص ہے جس کا انتظار ہے، یا قیامت کا انتظار کر رہے ہو، تو سن لو! قیامت ان سب سے بڑی مصیبت اور خطرناک مرحلہ ہے۔ (سنن ترمذی)

آنحضرت ﷺ کے اس طاقتور اور بلیغ ارشاد میں انسانوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ جب صحت وفرصت ہوا اور اعمال صالحہ کا موقعہ ہو تو اس کو غنیمت جاننا چاہیے۔ اس لیے کہ انسانی زندگی میں بکثرت ایسے موڑ آتے ہیں اور ایسی آفتوں اور آزمائشوں کا سامنا ہوتا رہتا ہے کہ آدمی کے لیے پھر اعمال صالحہ کرنا مشکل سے مشکل تر ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کچھ نیک عمل کرلے مگر خواہش کے باوجود نہیں کر پاتا۔ اس وقت اس کے پاس ضائع شدہ موقعوں پر حسرت وافسوس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔

کچھ پتہ نہیں کب صحت جواب دے دے، کچھ اطمینان نہیں کب مال واسباب جاتے رہیں، جوانی تو ڈھلتی چھاؤں ہے، ایسے دبے پاؤں بڑھاپا آجاتا ہے کہ پتہ بھی نہیں چلتا، بڑھاپے میں نیک اعمال کی طاقت نہیں رہتی۔ تب حسرت ہوگی کہ جوانی میں کچھ کرلیا ہوتا......مگر......اسی طرح موت کا بھی کچھ پتہ نہیں کب آدھمکے اور قضا لے چلے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دجال کے پرآشوب فتنے سے بھی ڈرایا ہے۔ اس کے نمودار ہو جانے کے بعد اہل ایمان کے لیے نیک اعمال اور دین پر جمنا سخت مشکل ہو جائے گا۔ یہی حال دیگر دینی آزمائشوں اور امتحان لینے والے حالات کا ہے۔ جب عافیت کا زمانہ ہو اور نیکیوں کا موقع ہو، اپنی آخرت کے لیے کچھ جمع کرنے کی فکر کرلینی چاہیے۔ حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ نے قیامت کی آفتِ عظمیٰ کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ بھی دور نہیں۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر صدقہ کون سا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت کا صدقہ جب تم صحت مند وتوانا

(اور جوان) ہو،امنگیں باقی ہوں،فقر کا بھی اندیشہ ہو،اور مالداری کا بھی جی چاہتا ہو۔ایسا نہ ہو کہ تم پوری زندگی صدقہ نہ کرو۔پھر جب جان نکلنے لگے اور بچنے کی کوئی امید نہ ہو تو نزع کے عالم میں وصیت کرو کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دے دیا جائے۔اب تو مال کسی اور کا ہو چکا (یعنی وارثوں کا)۔ (صحیح مسلم)

واقعہ ہے کہ ایسے حال میں جب کہ صحت باقی ۔خواہش اور تمنائیں ہوں اور غربت و مال داری دونوں کے امکانات ہوں،اس وقت کا صدقہ یقیناً گہرے ایمان اور اللہ کی محبت کا نتیجہ اور آخرت طلبی کی علامت ہے۔اللہ توفیق عطا فرمائے۔

(۴)ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:ایسے فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے نیک عمل کرلو جو سیاہ رات کی طرح ظلمت والے ہوں گے(یعنی جن میں حق کی راہ پر چلنا بڑی بصیرت والوں کے لیے ہی ممکن ہوگا)۔اپنا دین،دنیا کے حقیر ٹکوں کے عوض فروخت کرے گا۔(صحیح مسلم)

یہ ’’فتنہ‘‘ حدیث کی ایک خاص اصطلاح ہے۔جس کا اطلاق ہر اس قسم کے حالات پر ہوتا ہے جس میں دین کی حفاظت مشکل ہو جائے گی اس لحاظ سے عقیدہ وعمل کی ہر وہ گمراہی اور خرابی فتنہ ہے جو کسی بھی خاص سبب سے پھیلتی جارہی ہو،اور اہل ایمان واہل حق کے لیے اس سے لوگوں کو بچانا مشکل ہو رہا ہو۔اور اسی بنیاد پر اہل ایمان اور اہل حق اسلامی تاریخ کی ان بڑی بڑی گمراہیوں اور راہ حق وعدل سے انحراف کرنے والی تحریکوں کو ’’فتنہ‘‘ کہتے ہیں جو اپنے اپنے زمانوں میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھی اور مسلمانوں کو متاثر کر رہی تھیں......بالکل اسی طرح اگر کفر اپنی طاقت کی بنیاد پر اہل اسلام کے لیے اپنے دین پر عمل کرنا مشکل بنادے اور حالات کے دباؤ کے نتیجہ میں بکثرت لوگوں کے پاؤں پھسل رہے ہوں تو یہ بھی اس اصطلاح کے مطابق ’’فتنہ‘‘ کہلائے گا۔اور اسی اعتبار سے حدیث شریف میں دجال کو ’’عظیم فتنہ‘‘ قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے یہ منکشف کر دیا تھا کہ آپ کی امت پر آئندہ زمانوں میں طرح طرح کے فتنے آئیں گے۔ان کی وجہ سے ایسا بھی ہوگا کہ صبح کو آدمی اس حال میں اٹھے گا کہ وہ اپنے ایمان وعمل کے لحاظ سے ایک اچھا خاصا مومن ومسلم انسان ہوگا،مگر شام ہوتے ہوتے وہ کسی گمراہی یا بدعملی میں مبتلا ہو کر اپنا ایمان ضائع کر بیٹھے گا۔حدیث شریف کی خاص تعلیم یہ ہے کہ ہر زمانے کے اہل ایمان ایسے ایمان سوز فتنوں سے ہوشیار رہیں،اعمال صالحہ کا اہتمام اور ان میں سبقت اور جلدی کریں۔ایسا نہ ہو کہ کسی فتنے میں مبتلا ہو کر توفیق الٰہی سے محروم کر دیا جائے......امید ہے کہ اگر بندۂ مومن اعمال صالحہ کا اہتمام کرتا رہے گا تو وہ اس کا مستحق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتنوں کے آزمائشی موقعوں پر اس کی حفاظت کی جائے اور توفیق خداوندی اس کی دست گیری کرے۔